قربانی اور ماہِ ذوالحجہ سے متعلق عوام میں رائج چند غلط فہمیوں کا ازالہ کیجیے!

قُربانی اور مَاہِ ذُوالحجّہ
سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

بندہ نے محض اللہ تعالیٰ کے کرم اور توفیق سے ماہِ ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام سے متعلق چند کتب ورسائل تحریر کیے، جن میں بنیادی مسائل تفصیل سے بیان ہوچکے ہیں، پھر عوام کی جانب سے پوچھنے جانے والے بہت سے سوالات سے اندازہ ہوا کہ بعض غلط فہمیاں بہت زیادہ عام ہیں، اسی افسوس ناک صورتحال کے پیشِ نظر ارادہ ہوا کہ اپنی ان کتب ورسائل میں سے چند ایسے مسائل کا انتخاب کرکے انھیں شائع کرنا چاہیے جن کے ذریعے ان غلط فہمیوں کے ازالے میں مدد ملے، اسی ارادے کی تکمیل میں یہ زیرِ نظر رسالہ نہایت ہی عجلت میں تیار ہوچکا، جس میں ترتیب کا خصوصی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

مبین الرحمٰن

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

8ذوالحجہ 1440ھ/10اگست 2019

03362579499

1۔ ہر ملک کا یومِ عرفہ اپنے ملک کی تاریخ کے مطابق ہوتا ہے:

بعض حضرات کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ جس دن سعودی عرب میں یومِ عرفہ ہوگا اسی دن پوری دنیا میں بھی یومِ عرفہ ہوگا اور اس دن روزہ بھی عرب کے مطابق رکھیں گے، واضح رہے کہ ہر ملک میں یومِ عرفہ اسی دن ہوگا جس دن وہاں ذوالحجہ کی 9 تاریخ ہوگی چاہے وہ عرب کے مطابق ہو یا نہیں کیوں کہ یومِ عرفہ 9 ذوالحجہ ہی کو کہا جاتا ہے۔

2۔ سکون واطمینان سے خطبہ سننے اور اس دوران خاموش رہنے کا حکم:

جب خطبہ دیا جارہا ہو تو وہاں موجود حضرات کے لیے اس وقت خاموش رہنا اور اس کو سننا واجب ہے، اس دوران بات چیت کرنا، ذکر وتلاوت کرنا یا اس طرح کسی اور دینی یا دنیوی کام میں مشغول ہونا ناجائز ہے، خطبہ چاہے جمعہ کا ہو، عید کا ہو، حج کا ہو، نکاح کا ہو یا کوئی اور خطبہ ہو؛ سب کا یہی حکم ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید یا جمعے کے خطبے کے دوران چندہ جمع کرنا اور چندہ دینا دونوں گناہ ہیں۔(البحر الرائق، رد المحتار، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

3۔ کیا قربانی کے جانور پل صراط پر سواریاں ہوں گی؟

یہ حدیث مشہور ہے کہ قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا تازہ بناؤ کیوں کہ یہ پل صراط پر تمہاری سوریاں ہوں گی۔

<u>حکم:</u> یہ حدیث بعض کے نزدیک نہایت ہی ضعیف ہے جبکہ بعض کے نزدیک تو ثابت ہی نہیں، اس لیے اس کو بیان کرنے یا اس کے مطابق اعتقاد رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

- کشف الخفاء میں ہے:

١٧٩٤- «عظموا ضحاياكم، فإنها على الصراط مطاياكم» ذكره إمام الحرمين

في «النهاية»، ثم الغزالي في «الوسيط»، ثم الرافعي في «العزيز ». قال ابن الصلاح: هذا حديث غير معروف، ولا ثابت فيما علمناه.

- **المقاصد الحسنۃ میں ہے:**

١٠٨ حديث: «استفرهوا ضحاياكم فإنها مطاياكم على الصراط» أسنده الديلمي من طريق ابن المبارك عن يحي بن عبيد الله عن أبيه عن أبي هريرة رفعه بهذا ويحي ضعيف جدا، ووقع في «النهاية» لامام الحرمين ثم في «الوسيط» ثم في «العزيز»: «عظموا ضحاياكم فإنها على الصراط مطاياكم» وقال الأول: معناه أنها تكون مراكب للمضحين وقيل: إنها تسهل الجواز على الصراط، لكن قد قال ابن الصلاح: إن هذا الحديث غير معروف ولا ثابت فيما علمناه، وقال ابن العربي في «شرح الترمذي»: ليس في فضل الأضحية حديث صحيح، ومنها: قوله: «إنها مطاياكم إلى الجنة».

اس معاملے میں صحیح روایت:

سنن الترمذی میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قربانی والے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدمی کا کوئی بھی عمل قربانی کا خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھرِوں کو لے کر آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے ہاں قبولیت کے مقام کو پا لیتی ہے، اس لیے تم خوشی خوشی قربانی کیا کرو۔

١٤٩٣- عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا.

قربانی کے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لانے کا مقصد اجر و ثواب میں اضافہ

ہے، جیسا کہ "مصنف عبد الرزاق" میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "قربانی کیا کرو اور خوش دلی سے کیا کرو کیوں کہ جب مسلمان اپنی قربانی کا رخ قبلے کی طرف کرتا ہے تو اس کا خون، گوبر اور اون قیامت کے دن میزان میں نیکیوں کی صورت میں حاضر کیے جائیں گے۔"

٨١٦٧- عن عائشة: أن النبي ﷺ قال: «ضحوا وطيبوا بها أنفسكم فإنه ليس من مسلم يوجه ضحيته إلى القبلة الا كان دمها وفرثها وصوفها حسنات محضرات في ميزانه يوم القيامة».

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کی یہ عبادت بوجھ سمجھ کر بے دلی کے ساتھ ادا کرنے کی بجائے خوشی خوشی ادا کرنی چاہیے، یہی عبادت کی خوبی ہے اور یہ بھی قربانی کی قبولیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

4۔استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید:

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جس کے پاس وسعت ہو اور وہ اس کے باوجود بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔"

صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے پر اس وعید سے جہاں قربانی کی اہمیت اور تاکید معلوم ہو جاتی ہے وہاں اس کے واجب ہونے کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ وعید واجب جیسے احکام ترک کرنے پر ہی وارد ہو سکتی ہے۔ البتہ یہ واضح رہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جو صاحبِ نصاب شخص قربانی نہ کرے تو وہ عید کی نماز پڑھنے نہ آئے یا اس کی نمازِ عید ادا نہیں ہوتی، کیوں کہ نمازِ عید کی درستی اور ادائیگی قربانی کرنے پر موقوف نہیں، بلکہ عید کی نماز ایسے شخص کے ذمے بھی واجب ہے، درحقیقت اس حدیث سے مقصود

زجر و تنبیہ اور اظہارِ ناراضگی ہے کہ استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا شخص اس جرم کی پاداش میں اس قابل ہے ہی نہیں کہ وہ خیر، برکتوں اور رحمتوں پر مشتمل نمازِ عید کے عظیم مبارک اجتماع میں حاضر ہو!

نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود بھی لاعلمی کی وجہ سے یا پھر جان بوجھ کر قربانی نہیں کرتے، اور طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو اپنی شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات میں تو لاکھوں روپے بے دریغ خرچ کرتے ہیں حتی کہ اس کے قرض کا بوجھ بھی برداشت کرتے ہیں لیکن جب قربانی کی باری آتی ہے تو طرح طرح کے حیلے بہانے کرنے لگتے ہیں! یقینا اللہ خوب جاننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے! وہ خوب جانتا ہے کہ کونسا عذر قبول ہے اور کونسا نہیں! اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں قربانی کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اس سنگین وعید کے حق دار نہ بنیں۔

اسی طرح اس حدیث میں "وُسعت" کی قید سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قربانی ہر ایک پر واجب نہیں بلکہ وُسعت اور استطاعت والے شخص ہی پر واجب ہے، اور صاحبِ وسعت سے مراد صاحبِ نصاب ہونا ہے۔

- سنن ابن ماجہ میں ہے:

٣١٢٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا».

- وفي حاشية السندي على سنن ابن ماجه:

قَوْلُهُ: «فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا» لَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّ صِحَّةَ الصَّلَاةِ تَتَوَقَّفُ عَلَى الْأُضْحِيَّةِ، بَلْ هُوَ عُقُوبَةٌ لَهُ بِالطَّرْدِ عَنْ مَجَالِسِ الْأَخْيَارِ، وَهَذَا يُفِيدُ الْوُجُوبَ، وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

5۔ قربانی کا بنیادی رُکن اور ایک سنگین غلط فہمی کا ازالہ:

قربانی کے ایام میں جانور ذبح کرنا ہی ضروری ہے، کیوں کہ یہ قربانی کا رکن ہے، اس لیے یہ عبادت جانور ذبح کرنے ہی سے ادا ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے کی بجائے جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ حتی کہ اگر کسی صاحبِ نصاب شخص نے قربانی کے ان ایام میں قربانی نہیں کی یہاں تک کہ 12 ذوالحجہ کا سورج غروب ہوگیا تو ایسی صورت میں اب درمیانے درجے کے بکرے یا دنبے کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اگر جانور خریدنے کے باوجود بھی قربانی کے ایام میں قربانی نہ کرسکا تو اب اسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (اعلاء السنن، امداد الاحکام، فتاویٰ محمودیہ، قربانی اور ذوالحجہ کے فضائل اور مسائل)

اس سے ان حضرات کی غلطی معلوم ہوجاتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی کرنے کی بجائے کسی غریب کی مدد کرنی چاہیے تاکہ ان کا بھلا ہو، اس جیسی بے بنیاد اور کھوکھلی باتوں کے متعدد تحقیقی اور الزامی جوابات دیے جاسکتے ہیں اور مدلل تردید بھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ ہر دور میں حضرات اہلِ علم کرتے چلے آرہے ہیں، لیکن اس کے جواب میں صرف ایک بنیادی نکتے کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے وہ یہ کہ ایک مؤمن کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم سب سے زیادہ اہم چیز ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہر چیز سے مقدّم ہے، ان کے حکم کے مقابلے میں کسی دلیل، کسی تاویل اور کسی عقلی توجیہ کی کوئی حیثیت نہیں، ان کا حکم بلا چون وچرا ماننا چاہیے، یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کی علامت ہے اور یہی ان کی عظمت کا تقاضا ہے کہ ان کے حکم کے مقابلے میں کسی قسم کے عقلی گھوڑے نہ دوڑائے جائیں، بلکہ ان کے آگے سرِ تسلیم خم کیا جائے جیسا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا لیا، تبھی تو وہ کامیاب ہوگئے!

6۔ کیا گھر کے سربراہ کی ذاتی قربانی گھر والوں کی طرف سے کافی ہے؟

آجکل یہ غلط فہمی عام ہے کہ گھر کے سربراہ کے ذاتی حصے کی قربانی گھر کے دیگر افراد کی جانب سے کافی ہے یعنی جب گھر کے بڑے نے اپنی قربانی کرلی اور اسی میں گھر کے افراد کی نیت بھی کرلی (یا بعض کے بقول نیت نہ بھی کی) تو گھر کے تمام افراد کی طرف سے یہ قربانی کافی ہے، گھر کے دیگر صاحبِ نصاب افراد کے ذمے قربانی کرنا واجب نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مسئلے کی تفصیل سے وضاحت کی جائے تاکہ اس غلط فہمی کا ازالہ ہوسکے، اس لیے مسئلہ کی صحیح صورتحال سے بیان کی جاتی ہے۔

1۔ احناف سمیت متعدد ائمہ کرام کا مذہب یہ ہے کہ ہر شخص پر اسی کی ملکیت کے اعتبار سے قربانی واجب ہے۔ میاں بیوی، والدین اولاد، بہنوں اور بھائیوں میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی ملکیت کا الگ الگ حساب لگایا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر شوہر اور بیوی دونوں ہی صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں کے ذمّے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہوگی، اسی طرح اگر والد بھی صاحبِ نصاب ہو اور بیٹا بھی تو دونوں کے ذمّے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہوگی، یہی حکم بہنوں، بھائیوں اور دیگر افراد کا بھی ہے۔ اسی طرح قربانی واجب ہونے کے لیے ایک کے مال کو دوسرے کے مال کے ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان میں سے جس کی بھی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال آجائے تو اسی کے ذمّے قربانی واجب ہے اور جس کی ملکیت میں نصاب کے برابر مال نہ ہو تو اس کے ذمے قربانی واجب نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی، ردالمحتار)

یہ متعدد روایات اور شرعی دلائل واصول سے اخذ شدہ کا ایک عام ضابطہ ہے جس میں کوئی استثنا نہیں۔

2۔ جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس کے ذمّے اسی کی قربانی واجب ہے، اس کے ذمے کسی اور کی

قربانی واجب نہیں، ہاں اگر یہ شخص اس کی اجازت سے اس کی طرف سے قربانی کرلے تو بھی جائز ہے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ عثمانی، فتاویٰ رحیمیہ)

3۔ اولاد گھر کے اخراجات کے لیے رقم والد ہی کو دے دیتے ہوں تو ایسی صورت میں اگر والد کو وہ رقم مالک بنا کر دی جاتی ہو تو وہ رقم والد ہی کے نصاب میں شمار کی جائے گی، لیکن اگر وہ رقم والد کو مالک بنا کر نہیں دی جاتی ہو بلکہ صرف انہی کے پاس جمع رہتی ہو تو ایسی صورت میں اس رقم میں جن جن حضرات کا جتنا حصہ ہے اتنا حصہ ہر ایک کے نصاب میں شمار کیا جائے گا۔

7۔ قربانی کے نصاب میں رقم سے متعلق وضاحت:

رقم ان اموال میں سے ہے جن پر قربانی کا حکم لاگو ہوتا ہے، البتہ اس سے متعلق یہ وضاحت ضروری ہے کہ رقم پر قربانی کا حکم لاگو ہونے کے لیے اس کا ضرورت سے زائد ہونا ضروری نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رقم پر قربانی اس وقت لاگو ہوتی ہے جب وہ ضرورت سے زائد ہو، لیکن اگر وہ ضرورت سے زائد نہ ہو تو اس پر قربانی لاگو نہیں ہوگی، یہ بات راجح نہیں ہے، بلکہ راجح قول یہی ہے کہ رقم بہر صورت قربانی کے نصاب میں شمار کی جائے گی، چاہے وہ آئندہ پیش آنے والے کسی بھی مقصد کے لیے رکھی گئی ہو، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو رقم شادی بیاہ کے لیے، حج وعمرہ کرنے یا گھر بنانے یا گاڑی وغیرہ خریدنے کے لیے یا گھر کے اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو قربانی کے نصاب میں اس کا بھی حساب لگایا جائے گا۔

مثال: اس وضاحت سے یہ مسئلہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی خاتون کے پاس دو تولہ سونا ہو اور ساتھ میں اس کے پاس کچھ رقم بھی ہو بھلے وہ رقم ذاتی اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو اس رقم کو اس دو تولے سونے کے ساتھ ملا کر اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہے تو اس پر بھی قربانی لازم ہوگی۔ (فتاویٰ عثمانی، نوادر الفقہ)

8۔ کون سے جانور میں کتنے افراد شریک ہو سکتے ہیں؟

1: بڑے جانور جیسے اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بھینسا میں ایک سے لے کر سات تک افراد شریک ہو سکتے ہیں، چاہے جفت افراد ہوں یا طاق، لیکن سات سے زیادہ افراد کی شرکت جائز نہیں۔ (ردالمحتار، بدائع الصنائع، فتاویٰ عالمگیری، جواہر الفقہ، اعلاء السنن)

2: چھوٹے جانور جیسے بکرا، بکری، دنبہ، بھیڑ، مینڈھا میں سے ہر ایک میں صرف ایک آدمی ہی کی قربانی جائز ہے، اس میں ایک سے زیادہ افراد کی شرکت جائز نہیں۔ (ردالمحتار، اعلاء السنن)

9۔ کیا قربانی کے شرکاء کا طاق ہونا ضروری ہے؟؟

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی کے جانور میں صرف طاق یعنی ایک، تین، پانچ یا سات افراد ہی شریک ہو سکتے ہیں، جفت افراد نہیں، حالاں کہ یہ واضح غلطی ہے، کیوں کہ اوپر مذکور مسئلے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ قربانی کے جانور میں جفت یعنی دو، چار یا چھ افراد بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

10۔ گابھن جانور کی قربانی کا حکم:

گابھن (یعنی حاملہ) جانور کی قربانی جائز ہے، ذبح کرنے کے بعد اگر بچہ زندہ نکل آئے تو اس کو بھی ذبح کر دے، لیکن اگر مردہ نکلے تو اس کا کھانا حلال نہیں، البتہ گابھن جانور کی ولادت کا زمانہ قریب ہی ہو تو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ، امداد الاحکام، فتاویٰ رحیمیہ)

11۔ ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا کس کے ذمے ہے؟

ذبح کرتے وقت صرف ذبح کرنے والے کے لیے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، اسی طرح اگر چھری چلانے والے افراد ایک سے زائد ہوں تو ان سب کے ذمے بسم اللہ پڑھنا

ضروری ہے، باقی جن حضرات نے جانور پکڑ رکھا ہو تو ان کے ذمے بسم اللہ اور تکبیر کہنا ضروری نہیں اور نہ ہی کوئی حاجت ہے۔(امداد الفتاویٰ، امداد الاحکام)

12۔ عورت اور نابالغ بچے کے ذبح کا حکم:

عورت اور اسی طرح نابالغ لڑکا یا لڑکی اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتے ہوں تو ان کا ذبح بالکل درست ہے۔(الدر المختار مع رد المحتار، امداد الفتاویٰ)

13۔ حلال جانور کے وہ سات اجزا جن کا کھانا ناجائز ہے:

حلال جانور جب شرعی طریقے سے ذبح کر لیا جائے تو اس کا سارا گوشت اور تمام اجزا حلال ہو جاتے ہیں، البتہ حلال جانور کے سات اجزا ایسے ہیں کہ ان کو کھانا جائز نہیں:

1: بہنے والا خون، اس سے مراد وہ خون ہے جو ذبح کے وقت جسم سے بہتا ہے۔ جس کو انگریزی میں Flowing Blood کہتے ہیں۔

2: نر جانور کی پیشاب گاہ۔ جس کو انگریزی میں Penis کہتے ہیں۔

3: نر جانور کی خُصیتین یعنی کپورے۔ جس کو انگریزی میں Testicles کہتے ہیں۔

تنبیہ: آجکل بہت سے لوگ کپورے کھانے کو جائز سمجھتے ہیں، واضح رہے کہ غلطی ہے کیوں کہ کپورے کھانا ناجائز اور گناہ ہے۔

4: مادہ جانور کی پیشاب گاہ یعنی فَرج۔ جس کو انگریزی میں Vulva کہتے ہیں۔

5: نر اور مادہ جانور کا مثانہ، یعنی پیشاب کی وہ تھیلی جس میں پیشاب جمع رہتا ہے۔ جس کو انگریزی میں Urinary Bladder کہتے ہیں۔

6: غدود، جسم کے مختلف حصوں پائی جانے والی ایک گلٹی کو کہتے ہیں۔ جس کو انگریزی میں

Glands کہتے ہیں، یہ در حقیقت گوشت کی سخت گرہ ہوتی ہے جو کہ بیماری کی وجہ سے کھال اور نرم گوشت کے درمیان ابھر آتی ہے، گویا کہ یہ ہر جانور میں نہیں ہوتی بلکہ جس کو وہ بیماری لاحق ہوتی ہے صرف اسی جانور میں ہوتی ہے۔

7: پِتہ، جگر کے نیچے ایک چھوٹی سی تھیلی جس میں پِت جمع ہوتا رہتا ہے۔ جس کو انگریزی میں Gall-bladder اور پشتو میں تریخ کہتے ہیں۔

(ردالمحتار، محمودیہ، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

جیسا کہ المعجم الاوسط للطبرانی میں ہے:

٩٤٨٠- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، والمحياة، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ، وَكَانَ أَحَبّ الشَّاةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُقَدَّمهَا...

اور اسی طرح مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے:

٨٧٧١ - عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: الدَّمَ، وَالْحَيَا، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالذَّكَرَ، وَالْمَثَانَةَ، وَالْمَرَارَةَ...

مسئلہ: حرام مغز کھانا حلال ہے، یہ جانور کی پشت کے مہرے یعنی ریڑھ کی ہڈی کے اندر سفید رنگ کا گودا لمبے دھاگے کی شکل میں ہوتا ہے۔

(کفایت المفتی، امداد الاحکام، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

مسئلہ: حلال جانور کی اوجھڑی کھانا بھی حلال ہے، خوب پاک صاف کر کے کھایا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ، کفایت المفتی، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

14۔قربانی کی کھال سے متعلق اہم مسائل:

قربانی کی کھال اپنی ذاتی استعمال میں لانے کا حکم:

قربانی کی کھال اپنے ذاتی استعمال میں لانا بھی جائز ہے کہ اس سے جائے نماز بنالی جائے، مشکیزہ یا جوتا بنالیا جائے، یا کتابوں کی جلد بندی میں استعمال کیا جائے۔
(الاختیار لتعلیل المختار، اعلاء السنن، جواہر الفقہ، فتاویٰ رحیمیہ)

قربانی کی کھال فروخت کرنے کا حکم:

1: قربانی کی کھال کو کسی ایسی چیز کے عوض فروخت کرنا بھی جائز ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو جیسے: اس کے عوض کتب خریدی جائیں، فرنیچر خریدا جائے، جوتے خریدے جائیں وغیرہ۔ (الاختیار، بدائع، اعلاء السنن، جواہر الفقہ، احسن الفتاویٰ)
2: قربانی کی کھال کو رقم کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے فروخت کرلی تو اس رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص رقم صدقہ کرنے کی نیت سے کھال فروخت کرے تو یہ جائز ہے، اور اس صورت میں بھی رقم صدقہ کرنا واجب ہے۔

قربانی کی کھال کی قیمت کا مصرف:

یہ بات واضح رہے کہ قربانی کرنے والا شخص اگر قربانی کی کھال رقم کے عوض فروخت کردے تو اس رقم کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا مصرف ہے، اس لیے جہاں زکوۃ دینا جائز نہیں وہاں یہ رقم دینا بھی جائز نہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ رقم ہسپتال، پارک، کنویں، مسجد، مدرسے، پُل یا کسی رفاہی ادارے کی تعمیر میں صَرف کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح وہ رفاہی ادارے جو مستحقین کو یہ رقم مالکانہ طور پر نہ دیتے ہوں تو ان کو بھی یہ رقم دینا جائز نہیں۔

قربانی کی کھال کسی دوسرے کو دینے کا حکم:

قربانی کی کھال کا حکم قربانی کے گوشت کی طرح ہے جو کہ امیر، غریب، اولاد، والدین، امام، مؤذن، معلم، سید وغیرہ سب کو دینا جائز ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال جس شخص کو مالکانہ طور پر دے دی جائے (چاہے امیر ہو یا غریب، یا جو کوئی بھی ہو) تو اس کو اس کھال سے متعلق مکمل جائز اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ چاہے تو اس کو اپنے استعمال میں لائے، کسی کو گفٹ کر دے یا اس کو فروخت کر کے اس کی رقم اپنے استعمال میں لائے یا کسی دوسرے کو دے دے یا کوئی بھی جائز تصرف کرے؛ یہ سب جائز ہیں۔

(البحر الرائق، رد المحتار، فتاویٰ محمودیہ، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

قربانی کی کھال عوض کے طور پر دینا:

قربانی کی کھال اجرت، تنخواہ یا کسی اور عوض کے طور پر دینا جائز نہیں، یہی وجہ ہے کہ امام، مؤذن اور معلم کو تنخواہ اور قصائی کو اجرت کے طور پر کھال دینا جائز نہیں۔

(فتاویٰ قاضی خان، رد المحتار، جواہر الفقہ، امداد الفتاویٰ، امداد الاحکام)

مسئلہ: قربانی کی کھال کی رقم مسجد کو دینا جائز نہیں، اس سے سڑکیں، ہسپتال، کنواں وغیرہ بنانا بھی جائز نہیں، اسی طرح اس سے مدرسے کی تعمیر بھی جائز نہیں، البتہ مدرسے کے مستحق طلبہ کے لیے دینا جائز ہے۔

(جواہر الفقہ، احسن الفتاویٰ، قربانی کے احکام ومسائل از مفتی اعظم ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ)